Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities 486
Vol 4 (4) Oct-Dec,2018 pp.486-506.
ISSN 2520-7113 (Print), ISSN 2520-7121 (Online)
www.gjmsweb.com. Email:editor@gjmsweb.com
Impact Factor value = 4.739 (SJIF).
DOI: https://orcid.org/0000-0001-5767-6229.

ANALYSIS OF SOCIAL BENEFITS OF FAMILY LIFE IN ISLAM IN THE LIGHT OF BAHISHTI ZEWAR AND JANNATI ZEWAR

اسلام میں ازدواجی زندگی کے سماجی فوائد کا جائزہ(بہشتی زیور اور جنتی زیور کا تقابلی جائزہ)

Shumaila Naz[1], Prof.Dr. Abdul Ghafoor Awan[2]

ABSTRACT- *The objective of this research paper is to analyze the social benefits of family life. For this purpose, we selected two famous books: Bahishti Zewar written by Maulana Ashraf Ali Thanvi and Jannati Zewar writtin by Abdul Mustafa Azmi. These books have been written on the principles of wedding, issues of family life and their solutions. We analyzed and compared the contents of these books relating to Nikhah (wedding contract), rights and obligations of husband and wife and procedure of completing this contract. The two authors shed light on the objectives of wedding and its importance in family development and offsprings.*

Key words: *Wedding, social importance, issues of family life.*

Type of study: ***Original Research paper***
Paer received:10.07.2018
Paper accepted:18.08.2018
Online published: 01.10.2018

---

1. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Institute of Southern Punjab. shumailanaz2026@gmail.com.
2. Dean, Faculty of Management and Social Sciences, Institute of Southern Punjab. ghafoor70@yahoo.com. Cell # +0923136015051.

ازدواجی زندگی کا تقابلی جائزہ

ابن خلدون کے مطابق ''انسان معاشرتی حیوان ہے''۔ اسی وجہ سے مل جل کر رہنے کا عادی ہے ۔انسان کی یہ جبلت اسے معاشرے میں مل جل کر رہنا سیکھاتی ہے اسی طرح فرد کے بارے میں بھی ایک مقولہ مشہور ہے کہ ''فرد معاشرے کی پہلی اکائی ہے''۔اس مقولے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ انسان سے جب دوسرا انسان ملتا ہے تو ان کے رویوں کی وجہ سے معاشرے پروان چڑھتے ہیں اور معاشروں میں مثبت اور منفی تبدیلیاں رونما ہوتی ہینجو بعد ازاں انسانوں کے ہی رویوں اور کردار کی تشکیل کا باعث بنتے اور معاون مددگار ثابت ہوتے ہیں۔اگر اسی بات کو مزید وسعت دی جائے تو یہ بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ ایک فرد سے ہی دراصل معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔اور اس کے ارتقاء میں متعدد افراد کار فرما ہوتے ہیں۔مثلاً ایک فرد سے خاندان اور مختلف خاندانوں سے معاشرے تشکیل پاتے ہیں۔ایک تنہا انسان دوسرے مخالف جنس میں انسیت رکھتا ہے اور یہ انسیت دونوں کو رشتہء نکاح میں جوڑنے کی صلاحیت رکھتی ہے یوں ایک سے دو افراد بن جاتے ہیں اور ان کی آپس میں تحریک معاشرے میں مزید افراد کا سبب بنتی ہے جو خاندان بناتے ہیں۔ اب خاندان کو معاشرے میں پدری خاندان، مادری خاندان، اکائی نظام خاندان وغیرہ کی صورت میں دیکھا جا سکتا ہے۔معاشرے میں ہر نیا بننے والا خاندان دراصل شادی سے ہی معرضِ وجود میں آتا ہے اور اسلام نے اسی نکاح کو بہت اہمیت دی اور قرآن کریم میں جا بجا اس کی اہمیت بیان ہوئی اور احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے نکاح کے فضائل کو بیان فرمایا۔سب سے پہلے تو قرآن کی وہ آیت پیش ہے جس میں معاشرے کے آغاز کو بیان فرمایا گیا چنانچہ قرآن کریم کی سورت النساء کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحد ہ وخلق منھا زوجھا وبث منھم رجال کثیر و نساء(۱)

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک آدم سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حوا)کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سارے مردوں اور عورتوں کو زمین میں پھیلا دیا''۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا سے کیا اور معاشرے کی ابتداء کا ذکر کیا ۔مندرجہ بالا آیت میں ''زوج ''کا لفظ یہ واضح کرتا ہے کہ دونوں میاں بیوی تھے اور نکاح کے سبب ان سے متعدد مرد و زن پیدا ہوئے۔

قرآن کریم میں نکاح اور عائلی زندگی کے حوالے سے مزید ارشاد ہوا:

فانکحو اماطاب لکم من النسآء مثنی وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (۲)

نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں عورتوں سے دو دو اورتین تین اورچار چار ۔اوراگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کرسکو گے تو ایک سے''۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتاہے :

وانکحو الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم ان یکونو فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ولیستعفف الذین لایجدون نکاحا حتی یغنیھم اللہ من فضلہ (۳)

’’اپنے یہاں کے بے شوہر والی عورتوں کا نکاح کردو اوراپنے نیک غلاموں اورباندیوں کا۔اگرو ہ محتاج ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل کے سبب اُنھیں غنی کردے گا۔اوراللہ تعالیٰ وسعت والا علم والا ہے اورچاہیے کہ پارسائی کریں وہ کہ نکاح کامقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرماتااپنے فضل سے انھیں مقدورولا کردے‘‘۔

رسول اللہﷺ نے فرمایا:

’’اے جوانو! تم میں جوکوئی نکاح کی استطاعت رکھتا ہے وہ نکاح کرے یہ اجنبی عورت کی طرف نظر کرنے سے نگاہ کو روکنے والا ہے اورشرمگاہ کی حفاظت کرنے والاہے اورجس میں نکاح کی استطاعت نہیں وہ روزے رکھے کہ روزہ قاطع شہوت ہے‘‘ ۔(۴)

ابن ماجہ انسؓ سے روای ،کہ حضوراقدسﷺ فرماتے ہیں:

’’جو خدا سے پاک وصاف ہوکر ملنا چاہے، وہ آزاد عورتوں سے نکاح کرے‘‘۔(۵)

حضرت ابو ہریرۃؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

’’جومیرے طریقہ کو محبوب رکھے ،وہ میری سنُت پر چلے اورمیری سُنت سے نکاح ہے۔‘‘(۶)

ابن ماجہ میں ابو امامہؓ سے مروی ،کہ رسولﷺ فرماتے تھے :

’’تقوے کے بعد مؤمن کے لیے نیک بی بی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔اگر اُسے حکم کرتا ہے تو وہ اطاعت کرتی ہے اگر اسے دیکھے تو خوش کردے اور اس پر قسم کھابیٹھے تو قسم سچی کردے اور کہیں کو چلا جائے توا پنے نفس اورشوہر کے مال میں بھلائی کرے (خیانت وضائع نہ کرے)‘‘۔(۷)

طبرانی کبیر واوسط میں ابن عباسؓ سے راوی، کہ رسولﷺ نے فرمایا:

’’ جسے چار چیزیں ملیں اُسے دنیا وآخرت کی بھلائی ملی۔ دل شکر گزار، زبان یادِ خداکرنے والی اوربدن بلا پر صابر اور ایسی بی بی کہ اپنے نفس اورمالِ شوہر میں گناہ کی جویاں نہ ہو۔‘‘(۸)

امام احمد وبزارو حاکم سعد بن ابی وقاصؓ سے راوی ،کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا :

’’تین چیزیں آدمی کی نیک بختی سے ہیں اورتین چیزیں بدبختی سے ۔نیک بختی کی چیزوں میں نیک عورت اوراچھا مکان (یعنی وسیع یااس کے پڑوسی اچھے ہوں) اوراچھی سواری اوربدبختی کی چیزیں بد عورت، بُرا مکان، بُری سواری۔‘‘(۹)

طبرانی وحاکم انسؓ سے راوی، کہ حضور(ﷺ) نے فرمایا:

’’ جسے اللہ تعالیٰ نے نیک بی بی نصیب کی اس کے نصف دین پر اعانت فرمائی تو نصب باقی میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے (تقویٰ وپرہیز گار ی کرے)‘‘۔(۱۰)

بخاری ومسلم وابودائود ونسائی ابن ماجہ ابی ہریرۃؓ سے راوی، رسول اللہﷺ نے فرمایا:

''عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتاہے (نکاح میں ان کا لحاظ ہوتا ہے)۔ مال وحسب و جمال ودِین اورتودِین والی کو ترجیح دے۔''(۱۱)

''نکا ح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اِس لیے مقرر کیاگیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیر ہ حلال ہوجائے''۔(۱۲)

ازدواجی زندگی کا تقابلی جائزہ

۱۔مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے اپنی اپنی کتب میں عائلی زندگی کے حوالے سے بھرپور مواد اور مسائل ذکر کئے ہینمگر عجیب بات یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک نے بھی نکاح کا مفہوم بیان نہیں کیا ۔

۲۔نکاح کی اہمیت پر مولاناتھانوی نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں کلام نہیں کیا اور بلکہ نکاح کے بیان میں مولانا موصوف نے براہ راست مسائل کا ذکر شروع کر دیا۔

۳۔اسی طرح مولانا اعظمی نے بھی نکاح کے بیان میں نکاح کی اہمیت بیان نہیں کی بلکہ وہ بھی براہ راست نکاح کے مسائل کا ذکرکرتے ہیں۔

۴۔باب ۲ میں عائلی زندگی کے مضامین میں جن جن مضامین کا ذکر ہے ان کا تعارف قرآن و حدیث سے بیان کیا گیا ہے جو نہ تو جنتی زیور میں بیان ہوا اور نہ ہی بہشتی زیور میں اس سے متعلق کوئی معلومات ملتی ہیں۔

۵۔مولانا اشرف علی تھانوی نے'' نکاح کا بیان''کے عنوان سے بہشتی زیور کے چوتھے حصے میں ایک باب باندھا ہے جس میں نکاح کے حوالے سے انہوں نے سیر حاصل فقہی مسائل کا ذکر کیا ہے ۔

۶۔اس کے برعکس مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے نکاح کے باب میں نکاح کی اہمیت پر ایک قرآنی آیت بیان کر کے عائلی زندگی کے مسائل کا تذکرہ شروع کیا۔

۷۔ایسے لوگ جن سے نکاح کرنا حرام ہے جس کی تفصیل سابقہ صفحات میں گزری ہے کا ذکر دونوں مصنفین نے کیا ہے اس ضمن میں مولانا تھانوی نے ایک مستقل باب باندھا ہے جبکہ مولانا اعظمی نے اس سے متعلق مسائل ذکر کئے ہیں۔

۸۔نکاح کے وجوب میں ''ولی'' نہایت اہمیت کا حامل ہے ولی کے بغیر نکاح معرضِ وجود میں نہیں آسکتا ولی کے حوالے سے بہشتی زیور اور جنتی زیور دونوں کتب میں مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے اور سابقہ باب میں ولی کے حوالے سے قرآن و حدیث کی روشنی میں سیر حاصل تبصرہ موجود ہے۔

۹۔دونوں مصنفین نے کفو اور غیر کفو میں نکاح ہو جانے کا ذکر کیاہے۔کفو سے مراد مردو عورت کا مال، عزت و مرتبت اور خاندان میں ایک جیسا ہونا ہے اور غیر کفو سے مراد دونوں کا خاندانی جاہ و

جلال میں ایک جیسا نہ ہونا ہے۔دوسرے معنوں میں مولانا اشرف علی تھانوی نے کون لوگ میل کے ہیں اور اپنے برابر کے ہیں اور لوگ برابر کے نہیں ہیں کا ذکر کیا۔

۱۰۔نکاح کے وجوب میں آنے کے لیے ''مہر'' کا طے کیا جانا ضروری ہے اور قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے حقِ مہر کو فرض قرار دیا ہے جس کی تفصیل بھی باب ۲ میں گزر چکی ہے۔دونوں مصنفین نے مہر کی فرضیت اور اس کے وجوب کے حوالے سے فقہی احکامات کو تفصیل سے بیان کیا۔

۱۱۔مہر میں اس کی اقسام پر مشتمل الگ سے مولانا تھانوی نے ''مہر مثل کا بیان''کے عنوان سے مستقل باب باندھا ہے۔ جبکہ مولانا اعظمی نے اس کے لئے الگ سے باب نہیں باندھا بلکہ سابقہ بیان ہونے والے مسائل میں مہر مثل کا بھی تذکرہ کر دیا۔

۱۲۔مولانا اشرف علی تھانوی نے بہشتی زیور میں ''کافروں کے نکاح کا بیان'' کے عنوان سے بھی ایک مستقل باب قائم کیا ہے اور اس باب میں انہوں نے کافروں سے نکاح کی صورتیں اور مسائل کا تذکرہ کیا ہے جبکہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے اس حوالے سے ذکر نہیں کیا۔

۱۳۔ایک سے زیادہ نکاح کی صورت میں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کو قائم رکھنا ضروری ہے اور ضمن میں قرآن و حدیث میں متعدد مقامات پر ذکر ہے اور تناظر میں مولانا تھانوی نے بہشتی زیور میں بیویوں کے درمیان برابری قائم کرنے پر الگ سے گفتگو کی ہے جبکہ یہ کلام ہمیں جنتی زیور میں نظر نہیں آتا۔

۱۴۔ اولاد کی پیدائش کے ضمن میں دونوں مصنفین نے سیر حاصل کلام کیا ہے بلکہ زچہ و بچہ کے مسائل و احکامات کا بھی ذکر کیا ہے ۔

۱۵۔پیدائش کے بعد بچوں کو دودھ پلانے کے حوالے سے مولانا تھانوی نے مستقل لکھا مگر مولانا اعظمی نے اس موضوع پر چیدہ چیدہ لکھا ہے۔

۱۶۔نکاح کے بعد دونوں مصنفین نے طلاق کے حوالے سے سیر حاصل کلام کیا ہے جس میں دونوں مصنفین نے طلاق کے جواز، اس کے وجوب، اس کی شرائط اور مسائل کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۔طلاق کے باب میں مولانا اشرف علی تھانوی نے'' طلاق دینے کا بیان''کے موضوع پر الگ سے گفتگو کی ہے جبکہ یہ گفتگو ہمیں جنتی زیور میں مولانا اعظمی کے ہاں نہیں ملتی۔

۱۸۔عائلی زندگی کے ابواب میں مولانا اشرف تھانوی نے طلاق کا رخصتی سے پہلے واقع ہو جانایا دخول سے قبل طلاق ہو جانے کا ذکر بھی نہایت تفصیل کے ساتھ کیا ہے جو ہمیں جنتی زیور میں ملتا تو ہے مگر بہت کم ملتا ہے۔

۱۹۔طلاق کے بیان میں خلع کا ذکر بھی ہمیں بہشتی زیور اور جنتی زیور دونوں میں ملتا ہے۔

۲۰۔زوجین کا ایک دوسرے کو خوش رکھنے کا بیان بہشتی زیور اور جنتی زیور دونوں کتب میں ملتا ہے اور اس کے لئے بیوی کا خوبصورت لگنا اوراپنے شوہر کے لئے زینت کا اظہار کرنا بھی دونوں مصنفین نے بیان کیا ہے۔

۲۱۔حقوق زوجین کو تفصیل سے بیان کرنا مولانا اعظمی کا طرئہ امتیاز ہے جبکہ ان حقوق کو مولانا تھانوی نے بہت مختصر کر کے بیان کیا ہے۔

۲۲۔حقوق زوجین کے علاوہ مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، ہمسایوں کے حقوق اور دیگر حقوق العباد کا تفصیل کا ساتھ ذکر ہے جبکہ مولانا اشرف علی تھانوی نے ان میں سے کسی کا بھی ذکر نہیں کیا۔

۲۳۔عورتوں کی تربیت کے لئے صالحات کا ذکر بھی دونوں مصنفین نے کیا ہے تاکہ ان کے واقعات پڑھ سن کر زندگیاں تبدیل کی جا سکیں۔

۲۴۔جنتی زیور میں مرشد صالح کی صحبت کا بھی ذکر ملتا ہے جبکہ اس ضمن میں بہشتی زیور میں کوئی کلام نہیں کیا گیا۔

۲۵۔گھر میں نذر و نیاز کا اہتمام کروا کے اپنے مردوں کی روح کو ایصالِ ثواب پہنچانا بھی جنتی زیور میں بیان ہوا اور مولانا اعظمی نے اس موضوع پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔جبکہ بہشتی ریور میں اس موضوع سے متعلق کوئی معلومات فراہم نہیں کی گئیں۔

ازدواجی مسائل کا تقابلی جائزہ

نکاح کی تعریف

’’نکاح اُس عقد کو کہتے ہیں جو اس لیے مقرر کیا گیا کہ مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہوجائے‘‘۔(۱۳)

مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی کے کتب بہشتی زیور اور جنتی زیور دونوں فقہ حنفی کی روشنی میں مرتب کی گئی ہیں اور دونوں کتب میں جو عائلی مسائل بیان ہوئے ہیں وہ ایک دوسرے سے مماثلت رکھتے ہیں سو اسی ضمن میں دونوں کتب کی روشنی میں ان عائلی مسائل کا ذکر کیا جائے گا جو مولانا تھانوی اور مولانا اعظمی نے بیان فرمائے ہیں۔دونوں مصنفین میں اختلاف بہت کم پایا جاتا ہے اور جو اختلاف پایا جاتا ہے وہ دراصل رائے کا اختلاف ہے فقہ کا نہیں سو اسی وجہ سے دونوں مصنفین کے حوالے سے عائلی فقہی مسائل پیش ہیں۔

۱۔خنثی مشکل یعنی جس میں مردو عورت دونوں کی علامت پائی جائیں اوریہ ثابت نہ ہوکہ مرد ہے یا عورت، اُس سے نہ مرد کا نکاح ہوسکتاہے نہ عورت کا ۔اگر کیا گیا تو باطل ہے ،ہاں بعد نکاح اگر اُس عورت ہونا متعین ہوجائے اورنکاح مرد سے ہوا ہے تو صحیح ہے۔یوہیں اگر عورت سے نکاح ہو اوراُس

کا مرد ہونا قرار پاگیا، خنثی مشکل کا نکاح خنثی مشکل سے بھی نہیں ہوسکتا مگر اُسی صورت میں کہ ایک کا مرد ہونا دوسرے کا عورت ہونا متحقق ہوجائے۔(۱۴)

۲۔مرد کا پری سے یاعورت کا جن سے نکاح نہیں ہوسکتا۔(۱۵)

۳۔یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بن مانس آدمی کی شکل میں ایک جانور ہوتاہے اگر واقعی ہے تو اُس سے بھی نکاح نہیں ہوسکتا کہ وہ انسان نہیں جیسے پانی کا انسان کہ دیکھنے سے بالکل انسان معلوم ہوتاہے اورحقیقۃً وہ انسان نہیں ۔

نکاح کے احکام

۴۔اعتدال کی حالت میں یعنی نہ شہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو نہ عنین (نامرد) اورمَہر ونفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح ِ سُنتِ مؤکدہ ہے کہ نکاح نہ کرنے پر اڑارہنا گناہ ہے اوراگر حرام سے بچنا یا اتباعِ سُنّت وتعمیلِ حکم یا اولاد حاصل ہونا مقصود ہے تو ثواب بھی پائے گا اوراگر محض لذّت یا قضائے شہوت منظور ہو تو ثواب نہیں ۔(۱۶)

۵۔شہوت کا غلبہ ہے کہ نکاح نہ کرے تو معاذ اللہ اندیشہ ٔزناہے اورمہر ونفقہ کی قدرت رکھتاہوتو نکاح واجب ہےیوہیں جبکہ اجنبی عورت کی طرف نگاہ اُٹھنے سے روک نہیں سکتا یا معاذ اللہ ہاتھ سے کام لینا پڑے گا تو نکاح واجب ہے ۔(۱۷)

۶یہ یقین ہوکہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہوجائے گا تو فرض ہے کہ نکاح کرے۔(۱۸)

۷۔اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کر ے گا تو نان نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کرسکے گا تو مکروہ ہے اوران باتوں کا یقین ہوتو نکاح کرنا حرام مگر نکاح بہرحال ہوجائے گا۔(۱۹)

۸۔نکاح اوراُس کے حقوق ادا کرنے میں اوراولاد کی تربیت میں مشغول رہنا، نوافل میں مشغولی سے بہتر ہے۔(۲۰)

نکاح کے مستحاب

۹۔نکاح میں یہ امور مستحب ہیں:

(۱) اعلانیہ ہوتا

(۲) نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا، کوئی ساخطبہ ہوا وربہتر وہ ہے جو حدیث میں وارد ہوا

(۳) مسجد میں ہونا

(۴) جمعہ کے دن

(۵) گواہانِ عادل کے سامنے

(۶) عورت عمر،حساب، مال،عزت میں مرد سے کم ہوا

(۷) چال چلن اوراخلاق وتقویٰ وجمال میں بیش ہو۔(۲۱)

حدیث میں ہے :

’’جو کسی عورت سے بوجہ اُسکی عز ت کے نکاح کرے ،اللہ (عزوجل) اسکی ذلّت میں زیادتی کرے گا اورجوکسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تعالیٰ اُسکی محتاجی ہی بڑھائے گا اوراُس کے حسب کے سبب نکاح کرے گا تو اُس کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا اورجو اس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اورپاکدامنی حاصل ہو یا صلۂ رحم کرے تو اللہ عزوجل اس مرد کے لیے اُس عورت میں برکت دے گا اورعورت کے لیے مرد میں‘‘۔(۲۲)

۱۰۔جس سے نکاح کرنا ہو اُسے کسی معتبر عورت کو بھیج کر دکھوالے اورعادت واطوار وسلیقہ وغیرہ کی خوب جانچ کرلے کہ آئندہ خرابیاں نہ پڑیں۔کنواری عورت سے اورجس سے اولاد زیادہ ہونے کی اُمید ہونکاح کرنا بہترہے۔سِن رسیدہ اوربدخلق اورزانیہ سے نکاح نہ کرنا بہتر۔(۲۳)

۱۱۔عورت کو چاہیے کہ مرد دیندار ،خوش خلق، مال دار، سخی سے نکاح کرے، فاسِق سے بدکار سے نہیں۔اوریہ بھی نہ چاہیے کہ کوئی اپنی جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح کردے۔(۲۴)

یہ مستحباتِ نکاح بیان ہوئے،اگر اِس کے خلاف نکاح ہوگا جب بھی ہوجائے گا۔

۱۲۔ایجاب وقبول یعنی مثلاً ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا۔دوسراکہے میں نے قبول کیایہ نکاح کے رکن ہیں۔پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اوراُس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں یہ کچھ ضرور نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اورمرد کی طرف سے قبول بلکہ اِس کا اُلٹا بھی ہوسکتاہے۔(۲۵)

ایجاب وقبول کی صورتیں

۱۳۔ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروری ہے ،مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنایا اپنی لڑکی یا اپنی موکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یااِن کو تیرے نکاح میں دیا ،وہ کہے میں نے اپنے لیے یا اپنے بیٹے یا مؤکل کے لیے قبول کیا یا ایک طرف سے امر کا صغیہ ہودوسری طرف سے ماضی کا، مثلاًیوں کہ تو مجھ سے اپنا نکاح کردے یا تو میری عورت ہوجا، اُس نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا زوجیت میں دیا ہوجائے گا یا ایک طرف سے حال کا صغیہ ہودوسری طرف سے ماضی کا،مثلاً کہے تُو مجھ سے اپنا نکاح کرتی ہے اُس نے کہا کیا تو ہوگیا یایوں کہ میں تجھ سے نکاح کرتاہوں اُس نے کہا میں نے قبول کیا تو ہوجائے گا،اِن دونوں صورتوں میں پہلے شخص کو اس کی ضرورت نہیں کہ کہے میں نے قبول کیا۔اور اگر کہا تُو نے اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردیا اُس نے کہا کردیا کہا ہاں تو جب تک پہلا شخص یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا نکاح نہ ہوگا اوران لفظوں سے کہ نکاح کروں گا یا قبول کروں گا نکاح نہیں ہوسکتا۔(۲۶)

۱۴۔بعض ایسی صورتیں بھی ہیں جن میں ایک ہی لفظ سے نکاح ہو جائے،مثلاً چچا کی نابالغہ لڑکی سے

نکاح کرنا چاہتاہے اوروَلی یہی ہے تو دوگواہوں کے سامنے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کیا یا لڑکا لڑکی دونوںنابالغ ہیں اورایک ہی شخص دونوں کاولی ہے یا مرد وعورت دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا،اُس ولی یا وکیل نے یہ کہا کہ میں نے فلاں کا فلاں کے ساتھ نکاح کردیا ہوگیا۔اِن سب صورتوں میں قبول کی کچھ حاجت نہیں۔(۲۷)

۱۵۔دونوں موجود ہیں ایک نے ایک پرچہ پر لکھا میں نے تجھ سے نکاح کیا،دوسرے نے بھی لکھ کردیا یا زبان سے کہا میں نے قبول کیا نکاح نہ ہو اوراگر ایک موجود ہے دوسراغائب، اُس غائب نے لکھ بھیجا اس موجود نے گواہوں کے سامنے پڑھایا کہا فلاں نے ایسا لکھا میں نے اپنا نکاح اُس سے کیا تو ہوگیا اوراگر اُس نے لکھا ہوا نہ سُنایا نہ بتایا فقط اتنا کہہ دیا کہ میں نے اُس سے اپنا نکاح کردیا تو نہ ہوا۔ہاں اگر اُس میں امر کا لفظ تھا،مثلاً تُو مجھ سے نکاح کر تو گواہوں کو خط سُنانے یا مضمون بتانے کی حاجت نہیں اوراگر اس موجود نے اُس کے جواب میں زبان سے کچھ نہ کہا بلکہ وہ الفاظ لکھ دیے جب بھی نہ ہوا۔(۲۸)

۱۶۔عورت نے مرد سے ایجاب کے الفاظ کہے مرد نے اُس کے جواب میں قبول کے لفظ نہ کہے اورمہر کے روپے دیدیے تو نکاح نہ ہوا۔(۲۹)

۱۷۔یہ اقرار کہ یہ میری عورت ہے نکاح نہیں یعنی اگر پیشتر سے نکاح نہ ہواتھا تو فقط یہ اقرار نکاح قرار نہ پائے گا،البتہ قاضی کے سامنے دونوں ایسا اقرار کریں تو وہ حکم دے دے گا کہ یہ میاں بی بی ہیں اوراگر گواہوں کے سامنے اقرار کیا، گواہوننے کہا تم دونوں نے نکاح کیا،کہاہاں تو ہوگیا۔(۳۰)

۱۸۔نکاح کی اضافت ،کل کی طرف ہو، یا ایسے عضو کی طرف جسے بول کر کل مرادلیتے ہیں مثلاً سرو گردن تو اگر یہ کہا کہ نصف سے نکاح کیا نہ ہوا۔(۳۱)

الفاظ کے نکاح

۱۹۔الفاظِ نکاح دو اقسام ہیں:

ایک صریح، یہ صرف دو لفظ ہیں۔نکاح وتزوّج ،باقی کنایہ، ہیں۔الفاظ کنایہ میں اُن لفظوں سے نکاح ہوسکتاہے۔جس سے خود شے مِلک میں آجاتی ہیں،مثلاً ہبہ، تملیک، صدقہ، عطیہ، بیع، شرا،مگران میں قرینہ کی ضرورت ہے کہ گواہ اُسے نکاح سمجھیں۔(۳۲)

۲۰۔ایک نے دوسرے سے کہا میں نے اپنی یہ لونڈی تجھے ہبہ کی تو اگر یہ پتا چلتاہے کہ نکاح ہے، مثلاً گواہوں کو بلا کر اُن کے سامنے کہا اورمہر کا ذکر وغیرہ تو یہ نکاح ہوگیا اوراگر قرینہ نہ ہو،مگر وہ کہتاہے میں نے نکاح مراد لیا تھا اورجسے ہبہ کی وہ اس کی تصدیق کرتاہے جب بھی نکاح ہے اوراگر وہ تصدیق نہ کرے تو ہبہ قرار دیا جائے گا اورآزاد عورت کی نسبت یہ الفاظ کہے تو نکاح ہی ہے۔قرینہ کی حاجت نہیں مگر جب ایسا قرینہ پایا جائے جس سے معلوم ہوتاہے کہ نکاح نہیں تو

نہیں،مثلاً معاذ اللہ کسی عورت سے زنا کی درخواست کی،اُس نے کہا میں نے اپنے کو تجھے ہبہ کردیا،اس نے کہا قبول کیا تو نکاح نہ ہوایالڑکی کے باپ نے کہا یہ لڑکی خدمت کے لیے میں نے تجھے ہبہ کردی اس نے قبول کیا تو یہ نکاح نہیں،مگر جبکہ اس لفظ سے نکاح مراد لیا تو ہو جائے گا۔(۳۳)

۲۱۔عورت سے کہا تو میری ہوگئی،اُس نے کہا ہاں یا میں تیری ہوگئی یا عورت سے کہا بعوض اتنے کے تومیری عورت ہوجا،اُس نے قبول کیا یا عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنی شادی کی مرد نے قبول کیا یا مرد نے عورت سے کہا تُو نے اپنے کو میری عورت کیا،اُس نے کہا کیا تو ان سب صورتوں میں نکاح ہوجائے گا۔(۳۴)

۲۲۔جس عورت کا بائن طلا ق دی ہے،اُس نے گواہوں کے سامنے کہا میں نے اپنے کو تیری طرف واپس کیا،مرد نے قبول کیا نکاح ہوگیا۔(۳۵)

۲۳۔کسی نے دوسرے سے کہا،اپنی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردے،اُس نے کہا اسے اُٹھا لے جایا تُو جہاں چاہے لے جا تو نکاح نہ ہوا۔

۲۴۔ایک شخص نے منگنی کا پیغام کسی کے پاس بھیجا، ان پیغام لے جانے والوں نے وہاں جاکر کہا،تو نے اپنی لڑکی ہمیں دی،اُس نے کہا دی، نکاح نہ ہوا۔

۲۵۔لڑکے کے باپ نے گواہوں سے کہا،میں نے اپنے لڑکے کا نکاح فلاح کی لڑکی کے ساتھ اتنے مہر پر کردیا تم گواہ ہوجائو پھر لڑکی کے باپ سے کہا گیا،کیا ایسا نہیں ہے ؟اُس نے کہا ایسا ہی ہے اوراس کے سوا کچھ نہ کہا تو بہتر یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کی جائے۔

۲۶۔لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ کے پاس پیغام دیا،اُس نے کہا میں نے تو اس کا فلاں سے کردیاہے اس نے کہا نہیں تو اُ س نے کہا اگر میں نے اُس سے نکاح نہ کیا ہوتو تیرے بیٹے سے کردیا،اس نے کہا میں نے قبول کیا بعد کو معلوم ہوا کہ اُس لڑکی کا نکاح کسی سے نہیں ہوا تھا یہ تو نکاح صحیح ہوگیا۔

۲۷۔عورت نے مرد سے کہا میں نے تجھ سے اپنا نکاح کیا اِس شرط پر کہ مجھے اختیار ہے جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں،مرد نے قبول کیا تو نکاح ہوگیا اورعورت کو اختیار رہا جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔

۲۸۔نکاح میں خیار رویت ،خیار عیب اورخیار شرط مطلقاً نہیں،خواہ مرد کو خیار ہویا عورت کے لیے یا دونوں کے لیے۔تین دِن کا خیار ہو یاکم یا زائد کا مثلاً اندھے ،لہجے ،اپاہج، نہ ہونے کی شرط لگائی یا یہ شرط کی خوبصورت ہو اوراس کے خلاف نکلا یا مرد نے شرط لگائی کہ کنواری اورہے اِس کے خلاف تو نکاح ہوجائے گا اورشرط باطل۔یوہیں عورت نے شرط لگائی کہ مرد شہری ہو نکلا دیہاتی تو اگر کفو ہے نکاح ہوجائے گا اورعورت کو کچھ اختیار نہیں یا اس شرط پر نکاح ہو اکہ باپ کو اختیار ہے تو نکاح ہوگیا اوراُسے اختیار نہیں۔(۳۶)

۲۹۔نکاح میں مہر کا ذکر ہوتو ایجاب پورا جب ہوگا کہ مہر بھی ذکر کرلے،مثلاً یہ کہتا تھا کہ فلاں عورت تیرے نکاح میں دی بعوض ہزارروپے کے اورمہر کے ذکے سے پیشتر اُس نے کہا میں نے قبول کی،نکاح نہ ہوا کہ ابھی ایجاب پورا نہ ہوا تھا اوراگر مہر کا ذکر نہ ہوتا تو ہوجاتا۔

۳۰۔کسی نے لڑکی کے باپ سے کہا،میں تیرے پاس اس لیے آیا کہ تُو اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردے۔اس نے کہا میں نے اس کو تیرے نکاح میں دیا نکا ح ہوگیا،قبول کی بھی حاجت نہیں بلکہ اُسے اب یہ اختیار نہیں کہ نہ قبول کرے۔

۳۱۔عورت کو اپنی دلہن یا بی بی کہہ کر پکارا،اُس نے جواب دیا تو اس سے نکاح نہیں ہوتا۔(۳۷)

نکاح کے شرائط

نکاح کے لیے چند شرطیں ہیں:

۱۔عاقل ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

۲۔بلوغ۔ نابالغ اگر سمجھ وال ہے تو منعقدہوجائے گا مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

۳۔گواہ ہونا۔یعنی ایجاب وقبول دومرد یا ایک مرد اوردو عورتوں کے سامنے ہوں،گواہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں اورسب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سُنے۔بچوں اورپاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا،نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مدبّر یا مکاتب ہو۔

مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے،لہٰذا مسلمان مرد وعورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا اوراگر کتابیہ سے مسلمان مرد کا نکاح ہو تو اس نکاح کے گواہ ذمّی کافربھی ہوسکتے ہیں،اگرچہ عورت کے مذہب کے خلاف گواہوں کا مذہب، مثلاً عورت نصرانیہ ہے اورگواہ یہودی یا بالعکس۔یوہیں اگرکافر وکافرہ کا نکاح ہوتو اس نکاح کے گواہ کافر بھی ہوسکتے ہیں اگرچہ دوسرے مذہب کے ہوں۔

۳۳۔سمجھ والا بچے یا غلام کے سامنے نکاح ہوا اورمجلس نکاح میں وہ لوگ بھی تھے جو نکاح کے گواہ ہوسکتے ہیں پھر وہ بچہ بالغ ہو کر یا غلام آزاد ہونے کے بعد اُس نکاح کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے نکاح ہوا اوراُس وقت ہمارے سوا نکاح میں اورلوگ بھی موجود تھے،جن کی گواہی سے نکاح ہواتو اُن کی گواہی مان لی جائے گی۔

۳۴مسلمان کا نکاح ذمیّہ سے ہوا اورگواہ ذمّی تھے،اب اگر مسلمان نے نکاح سے انکار کردیا تو ان کی گواہی سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔

۳۴۔صرف عورتوں یا خنثے کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، جب تک ان میں سے دو کے دو، کے ساتھ ایک مردنہ ہو۔

۳۵۔سوتے ہوئوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوا تو نکاح نہ ہوا۔یوہیں اگر دونوں گواہ بہرے ہوں کہ اُنھوں

نے الفاظِ نکاح نہ سُنے تو نکاح نہ ہوا۔

۳۶۔سوتے ہوئوں کے سامنے ایجاب وقبول ہوا تو نکاح نہ ہوا۔یوہیں اگر دونوں گواہ بہرے ہوں کہ انھوننے الفاظِ نکاح نہ سُنے تو نکاح نہ ہوا۔

۳۷۔ایک گواہ سُنتاہواہے اورایک بہرا ،بہرے نے نہیں سُنا اوراُس سُننے والے یا کسی اورنے چّلا کر اُس کے کان میں کہا نکاح نہ ہوا، جب تک دونوں گواہ ایک ساتھ عاقدین سے نہ سُنیں۔

۳۸۔ایک گواہ نے سُنا دوسرے نے نہیں پھر لفظ کا اعادہ کیا،اب دوسرے نے سُنا پہلے نے نہیں تو نکاح نہ ہوا۔(۳۸)

۳۹۔گونگے گواہ نہیں ہوسکتے کہ جو گونگا ہوتاہے بہرا بھی ہوتاہے،ہاںاگر گونگا ہو اوربہر انہ ہوتو ہوسکتاہے۔

۴۰۔عاقدین گونگے ہوں تو نکاح اشارے سے ہوگا،لہٰذا اِس نکاح کا گواہ گونگا ہوسکتاہے اوربہرا بھی۔

۴۱۔گواہ دوسرے ملک کے ہیں کہ یہاں کی زبان نہیں سمجھتے، گو اگر یہ سمجھ رہے ہیں کہ نکاح ہورہاہے اورالفاظ بھی سُنے اورسمجھے یعنی وہ الفاظ زبان سے ادا کرسکتے ہیں اگر اُن کے معنی نہیں سمجھتے نکاح ہوگیا۔

۴۲۔نکاح کے گواہ فاسق ہوں یا اندھے یا اُن پر تہمت کی حد لگائی گئی ہو تو ان کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائے گا، مگر عاقدین میں سے اگر کوئی انکار کر بیٹھے تو ان کی شہادت سے نکاح ثابت نہ ہوگا۔

۴۳۔عورت یا مرد یا دونوں کے بیٹے گواہ ہوئے نکاح ہوجائے گا مگر میاں بی بی میں سے اگر کسی نے نکاح سے انکار کردیا،تو ان لڑکوں کی گواہی اپنے باپ یا ماں کے حق میں مفید نہیں،مثلاً مرد کے بیٹے گواہ تھے اورعورت نکاح سے انکار کرتی ہے،اب شوہر نے اپنے بیٹو ں کو گواہی کے لیے پیش کیا،توا ن کی گواہی اپنے باپ کے لیے نہیں مانی جائے گی اوراگر وہ دونوں گواہ دونوں کے بیٹے ہوں یا ایک ایک کا،دوسرادوسرے کا تو ان کی گواہی کسی کے لیے نہیں مانی جائیں گی۔

۴۴۔کسی نے اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح اُس کی اجازت سے کردیا اوراپنے بیٹوں کو گواہ بنایا،اب لڑکی کہتی ہے کہ میں نے اذن نہیں دیا اوراس کا باپ کہتاہے دیا تو لڑکوں کی گواہی کہ اذن دیا تھا مقبول نہیں۔

۴۵۔ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میری نابالغہ لڑکی کا فلاں سے نکاح کردے،اس نے ایک گواہ کے سامنے کردیا تو اگر لڑکی کا باپ وقتِ نکاح موجود تھا تو نکاح ہوگیا کہ وہ دونوں گواہ ہوجائیں گے اورباپ عاقد اورموجود نہ تھاتونہ ہوا۔یوہیں اگر بالغہ کا نکاح اُس کی اجازت سے باپ نے ایک شخص کے سامنے پڑھایا،اگر لڑکی وقت عقد موجود تھی ہوگیا ورنہ نہیں۔یوہیں اگر عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا،اُس نے ایک شخص کے سامنے پڑھا دیا تو اگر موکلہ موجودہے ہوگیا ورنہ

نہیں۔خلاصہ یہ ہے کہ موکل اگر بوقتِ عقد موجودہے تو اگرچہ وکیل عقد کررہاہے مگر موکل عاقد قرار پائے گا اوروکیل گواہ مگر یہ ضرورہے کہ گواہی دیتے وقت اگر وکیل نے کہا،میں نے پڑھایا ہے تو شہادت نامقبول ہے کہ یہ خود اپنے فعل کی شہادت ہوئی۔

۴۶۔مولیٰ نے اپنی باندی یا غلام کا ایک شخص کے سامنے نکاح کیا،تو اگرچہ وہ موجود ہونکاح نہ ہوا اوراگر اُسے نکاح کی اجازت دے دی پھر اُس کی موجودگی میں ایک شخص کے سامنے نکاح کیا تو ہوجائے گا۔

۴۷۔گواہوں کا ایجاب وقبول کے وقت ہونا شرط ہے ،لہٰذا اگر نکاح اجازت پر موقوف ہے اورایجاب و قبول گواہوں کے سامنے ہوئے اوراجازت کے وقت نہ تھے ہوگیا اوراس کا عکس ہواتو نہیں۔

۴۸۔گواہ اُسی کو نہیں کہتے جو دو شخص مجلسِ عقد میں مقرر کرلیے جاتے ہیں،بلکہ وہ تمام حاضرین گواہ ہیں جنھوں نے ایجاب قبول سُنا اگر قابلِ شہادت ہوں۔

۴۹۔ایک گھر میں نکاح ہوا اوریہاں گواہ نہیں،دوسرے مکان میں کچھ لوگ ہیں جن کو اُنھوں نے گواہ نہیں بنایا مگر وہ وہاں سے سُن رہے ہیں ،اگر وہ لوگ اُنھیں دیکھ بھی رہے ہوں تو اُن کی گواہی مقبول ہے ورنہ نہیں۔

۵۰۔عورت سے اذن لیتے وقت گواہوں کی ضرورت نہیں یعنی اُس وقت اگر گواہ نہ بھی ہوں اورنکاح پڑھاتے وقت ہوں تو نکاح ہوگیا،البتہ اذن کے لیے گواہوں کی یوں حاجت ہے کہ اگر اُس نے انکار کردیا اوریہ کہا کہ میں نے اذن نہیں دیا تھا اب گواہوں سے اس کا اذن دینا ثابت ہوجائے گا۔(۳۹)

نکاح کا وکیل خود نکاح پڑھائے دوسرے سے نہ پڑھوائے

۵۱۔یہ جو تمام ہندوستان میں عام طورپر رواج پڑا ہواہے کہ عورت سے ایک شخص اذن لے کر آتاہے جسے وکیل کہتے ہیں ،وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتاہوں کہ نکاح پڑھا دیجیے۔یہ طریقہ محض غلط ہے۔وکیل کو اختیار نہیں کہ اُس کام کے لیے دوسرے کو وکیل بنادے، اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہواجازت پر موقوف ہے،اجازت سے پہلے مرد وعورت ہرا یک کو توڑدینے کا اختیار حاصل کرے یا دوسرا اس کی وکالت کے لیے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کو تُونے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں سے کردے۔عورت کہا ہاں۔

منکوحہ کا تعین

۵۲۔یہ امر بھی ضروری ہے کہ منکوحہ گواہوں کو معلوم ہوجائے یعنی یہ کہ فلاں عورت سے نکاح ہوتاہے،اس کے دو طریقے ہیں۔ایک یہ کہ اگر وہ مجلسِ عقد میں موجود ہے تو اس کی طرف نکاح پڑھانے والا اشارہ کرکے کہے کہ میں نے اِ س کو تیرے نکاح میں دیا اگرچہ عورت کے مونھ پر نقاب پڑا ہوا(۴۰)بس اشارہ کافی ہے اوراس صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ دادا کے نام میں غلطی

بھی ہوجائے تو کچھ حرج نہیں،کہ اشارہ کے بعد اب کسی نام وغیرہ کی ضرورت نہیں اوراشارے کی تعیین کے مقابل کوئی تعیین نہیں۔

دوسری صورت معلوم کرنے کی یہ ہے کہ عورت اوراُس کے باپ اوردادا کے نام لیے جائیں کہ فلانہ بنت فلاں بن فلاں اوراگر صرف اُسی کے نام لینے سے گواہوں کو معلوم ہوجائے کہ فلانی عورت سے نکاح ہوا تو باپ دادا کے نام لینے کی ضرورت نہیں پھر بھی احتیاطِ اس میں ہے کہ اُن کے نام بھی لیے جائیں اوراس کی اصلاً ضرورت نہیں کہ اُسے پہچانتے ہوں بلکہ یہ جاننا کافی ہے کہ فلانی اورفلاں کی بیٹی فلاں کی پوتی ہے اوراِ س صورت میں اگر اُس کے یا اُس کے باپ داد کے نام میں غلطی ہوئی تو نکاح نہ ہوا اورہماری غرض نام لینے سے یہ نہیں کہ ضرور اُس کا نام ہی لیا جائے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ تعیین ہوجائے،خواہ نام کے ذریعہ سے یایوں کہ فلاں بن فلاں کی لڑکی اوراگر اُس کی چند لڑکیاں ہوں تو بڑی یا منجھلی یا سنجھلی یا چھوٹی غرض معین ہوجانا ضرورہے اورچونکہ ہندوستان میں عورتوں کا نام مجمع میں ذکر کرنا معیوب ہے ،لہٰذا یہی پچھلا طریقہ جہاں کے حال کے مناسب ہے۔

تنبیہ: بعض نکاح خواں کو دیکھا گیا ہے کہ روا ج کی وجہ سے نام نہیں لیتے اورنام لینے کو ضروری بھی سمجھتے ہیں ،لہٰذا دولہا کے کان میں چپکے سے لڑکی کانام ذکر کردیتے ہیں پھر اُن لفظوں سے ایجاب کرتے ہیں کہ فلاں کی لڑکی جس کا نام تجھے معلوم ہے،میں نے اپنی وکالت سے تیرے نکاح میں دی۔اِ س صورت میں اگر اُس کی اورلڑکیاں بھی ہیں تو گواہوں کے سامنے تعیین نہ ہوئی، یہاں تک کہ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنی موکلہ تیرے نکاح میں دی یا جس عورت نے اپنا اختیار مجھے دے دیاہے، اُسے تیرے نکاح میں دیا تو فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح نہ ہوا۔

۵۳۔ایک شخص کی دو لڑکیاں ہیں اورنکاح پڑھانے والے نے کہا کہ فلاں کی لڑکی تیرے نکاح میں دی،تو اُن میں اگر ایک نکاح ہوچکاہے تو ہوگیا کہ وہ جو باقی ہے وہی مراد ہے۔

۵۴۔وکیل نے موکلہ کے باپ کے نام میں غلطی کی اورموکلہ کی طرف اشارہ بھی نہ ہو تو نکاح نہیں ہوا۔یوہیں اگر لڑکی کے نام میں غلطی کرے جب بھی نہ ہوا۔(۴۱)

۵۵۔کسی کی دو لڑکیاں ہیں،بڑی کا نکاح کرنا چاہتاہے اورنام لے دیا چھوٹی کا تو چھوٹی کا نکاح ہوا اور اگر کہا بڑی لڑکی جس کا نام یہ ہے اورنام لیا چھوٹی کا تو کسی کا نہ ہوا۔

۵۶۔لڑکی کے باپ نے لڑکے کے باپ سے صرف اتنے لفظ کہے، کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا،لڑکے کے باپ نے کہا میں نے قبول کیا تو یہ نکاح لڑکے کے باپ سے ہوا اگرچہ پیشتر سے خود لڑکے کی نسبت وغیرہ ہوچکی ہو اوراگر یوں کہا،میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے لڑکے سے کیا،اُس نے کہا،میں نے قبول کیاتو اب لڑکے سے ہوا،اگرچہ اُس نے یہ نہ کہا کہ میں نے اپنے لڑکے کے لیے قبول کی اوراگر پہلی صورت میں یہ کہتاکہ میں نے اپنے لڑکے ک لیے قبول کی تو لڑکے ہی کا ہوتا۔

۵۷۔لڑکے کے باپ نے کہا تو اپنی لڑکی کا نکاح میرے لڑکے سے کردے،اُس نے کہا میں نے تیرے نکاح میں دی،اس نے کہا میں نے قبول کی تو اسی کا نکاح ہوا،اس کے لڑکے کا نہ ہوا اورایسا بھی اب نہیں ہوسکتا کہ باپ طلاق دے کر لڑکے سے نکاح کردے کہ وہ تو ہمیشہ کے لیے لڑکے پر حرام ہوگئی۔

۵۸۔عورت سے اجازت لیں تو اس میں بھی زوج اوراُس کے باپ، دادا کے نام ذکر کردیں کہ جہالت باقی نہ رہے۔

۵۹۔عورت نے اذن دیا اگر اُس کو دیکھ رہا ہے اورپہچانتاہے تو اُس کے اذن کو گواہ ہوسکتاہے۔یوہیں اگر مکان کے اندر سے آواز آئی اوراس گھر میں وہ تنہا ہے تو بھی شہادت دے سکتاہے اوراگر تنہا نہیں اوراذن دینے کی آواز آئی توا گر بعد میں عورت نے کہا میں نے اذن نہیں دیا تھا تو یہ گواہی نہیں دے سکتا کہ اُسی نے اذن دیا تھا مگر واقعی اگر اُ س نے اذن دے دیا تھاجب تو پوری طرح سے نکاح ہوگیا،ورنہ نکاح فضولی ہوگا کہ اُس کی اجازت پر موقوف رہے گا۔(۴۲)

ایجاب وقبول کا ایک مجلس میں ہونا

ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا ،دوسرا قبول سے پہلے اُٹھ کھڑا ہو یا کوئی ایسا کام شروع کردیا،جس سے مجلس بدل جاتی ہے تو ایجاب باطل ہوگیا،اب قبول کرنا بیکار ہے پھر سے ہونا چاہیے۔

۶۰۔مرد نے کہا میں نے فلائی سے نکاح کیا اوروہ وہاں موجود نہ تھی،اُسے خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا یا عورت نے کہا میںنے اپنے کو فلاں کی زوجیت میں دیا اوروہ غائب تھا،جب خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا تو دونوں صورتوں میں نکاح نہ ہوا۔اگرچہ جن گواہوں کے سامنے ایجاب ہوا،اُنھیں کے سامنے قبول بھی ہواہو۔

۶۱۔اگرا یجاب کے الفاظ خط میں لکھ کر بھیجے اورجس مجلس میں خط اُس کے پاس پہنچا، اُس میں قبول نہ کیا بلکہ دوسری مجلس میں گواہوں کو بُلا کر قبول کیا ہوجائے گا جب کہ وہ شرطیں پائی جائیں جو اوپر مذکورہوئیں،جس کے ہاتھ خط بھیجا مرد ہویا عورت، آزاد ہو یا غیر آزاد ،بالغ ہو یا نابالغ ،صالح ہو یا فاسق ۔

۶۲۔کسی کی معرفت ایجاب کے الفاظ کہلا کر بھیجے ،اس پیغام پہنچانے والے نے جس مجلس میں پیغام پہنچایا، اس میں قبول نہ کیا پھر دوسری مجلس میں قاصد نے تقاضا کیا اب قبول کیا تو نکاح نہ ہوا۔

۶۳۔چلتے ہوئے یا جانور پر سوار جارہے تھے اورایجاب وقبول ہوا نکاح نہ ہوا،کشتی پر جارہے تھے اوراس حالت میں ہواتو ہوگیا۔

۶۴۔ایجاب کے بعد فوراً قبول کرنا شرط نہیں جب کہ مجلس نہ بدلی ہو،لہٰذا اگر نکاح پڑھانے والے نے

ایجاب کے الفاظ کہے اوردولہا نے سکوت کیا پھر کسی کے کہنے پر قبول کیا تو ہوگیا۔

۶۵۔غلام نے بغیر اجازتِ مولیٰ اپنا نکاح کسی عورت سے کیا اورمہر خود اپنے کو کیا اُس کے مولیٰ نے نکاح تو جائز کیا مگر غلام کے مَہر میں ہونے کی اجازت نہ دی تو نکاح ہوگیا اورمہر کی نسبت یہ حکم ہے کہ مہر مثل وقیمت غلام دونوں میں جو کم ہے وہ مَہر ہے غلام بیچ کر مہر ادا کیا جائے۔(۴۳)

۶۶۔جب کہ صریح الفاظ نکاح میں استعمال کیے جائیں تو عاقدین اورگواہوں کا ان کے معنی جاننا شرط نہیں۔نکاح کی اضافت کُل کی طرف ہویا اُن کی اعضا کی طرف جن کو بول کر کُل مراد لیتے ہیں تو اگریہ کہا ،فلاں ہاتھ پائوں یا نصف سے نکاح کیا صحیح نہ ہوا۔(۴۴)

متوازن تجزیہ

مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی کے حوالے سے فصل اول اور دوم میں عائلی زندگی کا تقابلی جائزہ اورعائلی (ازدواجی)جائزہ پیش کیا گیا جس میں دونوں مصنفین کے حوالے متعدد باتیں بیان ہوئی ہیں یہاں بہشتی زیور اور جنتی زیور کا متوازن تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے بہشتی زیور میں جن جن موضوعات کو بیان کیا ان کی تفصیل بھی باب اول میں گزر چکی ہے ۔ان مضامین میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان کا اصلی زیور کیا ہے۔

بڑوں کے کیا کیا القابات ہوتے ہیں اور ان کو کن کن ناموں اور القابات سے پکارا جا سکتا ہے خصوصاً میاں بیوی کے القابات کا خصوصی ذکر ہے جبکہ اس حوالے سے ہمیں جنتی زیور میں کچھ نہیں ملتا۔

۱۔بدعتوں اور بری رسموں کا بیان دونوں کتب میں موجود ہے جس میں دونوں مصنفین نے اپنے اپنے انداز میں بدعت کی تعریف بیان کی اور عصر حاضر میں جو جو ناجائز رسومات در کر آئی ہیں ان کے ابطال کا کہا۔

۲۔مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے طہارت کے حوالے سے وضو، غسل، تیمم، حیض و نفاس، زچگی اور اسی طرح کے متعدد موضوعات پر بحث کی ہے جس کا مقصد عورتوں اور عائلی زندگی سے متعلق ہے۔

۳۔بہشتی زیور کا دوسرا حصہ کتاب الطہارت پر مشتمل ہے اور اس ضمن میں مولانا تھانوی نے طہارت کے حوالے سے ابواب بندی کی ہے۔اسی طرح مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے بھی انہی موضوعات کو بیان کیاجن میں خصوصاًنجاست کا بیان،استنجاء کا بیان اور دیگر شامل ہیں۔

۴۔ نماز ،سنت ،نفل، استخارہ کی نماز ،نمازِ توبہ ،سجدئہ سہو ،سجدئہ تلاوت ،بیمار کی نماز اور دیگر نمازروں کے حوالے سے دونوں مصنفین نے تفصیلاً بیان کیا ہے۔

۵۔بہشتی زیور کا تیسرا حصہ ارکان اسلام پر مشتمل ہے اور اس حصے میں مولانا تھانوی نے روزے ،

رمضان کے روزے ،قضا روزے،نفل روزے،کفارے ،فدیہ ،زکوٰۃ،صدقہ فطر ،قربانی،عقیقہ ،حج ،زیارت مدینہ ،منت ماننے ،قسم کا کفارے ،ذبح ،حلال و حرام چیزوں کا بیان،نشہ کی چیزوں کا بیان،لباس اور پردہ کا بیان اورچاندی سونے کے برتنوں کا بیان شامل ہے اور یہی موضوعات مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے بیان کئے ہیں۔

۶۔بہشتی زیور کا چوتھا حصہ عائلی زندگی کے اصول پر مشتمل ہے اور اس حصے میں نکاح کے بیان کے ساتھ عائلی زندگی گزارنے کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔اسی طرح مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے بھی جنتی زیور میں ان موضوعات کا احاطہ کیا ہے ۔ ان میننکاح ،جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ،ولی مہر ،مہر مثل ،طلاق طلاق دینا،خلع ،لعان،عدت ،سوگ ،اولاد کی پرورش،بیچنے اور مول لینے کا بیان اور قیمت کے معلوم ہونے کا بیان موجود ہیں۔

۷۔بہشتی زیور اور جنتی زیور میں کاروباری معاملات کابھی بیان ہے جس میننفع لے کر یا دام کے دام بیچنے،چاندی سونے اور ان کی چیزیں،جو چیزیں تول کر بکتی ہیں ان کا بیان،بیع سلم،قرض لینا ،کسی کی ذمہ داری لینا،اپنا قرض دوسرے پر اتار دینے کا بیان،کسی کو وکیل کر دینا،وکیل کے برطرف کر دینا،مانگے کی چیز،بچوں کو دینا،دے کر پھیر لینا،کرایہ پرکو چیز لینا،اجارہ فاسد ،تاوان ،اجارہ توڑ دینے کا بیان،شرکت کا بیان شامل ہیں۔

۸۔بہشتی زیور کے چھٹے حصے میں اور جنتی زیور کے رسومات کا بیان نہیں ہے ، مولانا تھانوی نے بہشتی زیورمیں رسومات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا ہے کہ کون کون سی تعلیمات کے مطابق کون کی رسم ادا کی جا سکتی ہے یا معاشرے میں کون سی رسومات رائج ہیں اور اسلام ان کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

۹۔بہشتی زیوراور جنتی زیور میں عبادات کا بیان ہے اور اس حصے میناس کے علاوہ طہارت بھی مکرر ہے بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ بہشتی زیوراور جنتی زیور کے اس حصوں کے اکثر مضامین سابقہ حصوں میں بیان ہوئے ہیں۔

۱۰۔بہشتی زیوراور جنتی زیور میں ان عورتوں کا ذکر ہے جن کی زندگی مثالی تھی اور خصوصاً انبیاء کرام کے ازواج اور ان کے احوال کا تفصیلی ذکر بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد متعدد صحابیات کا بھی ذکر ہے اس حصے میں کن کن کا ذکر ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:(۱)نیک بیبیوں کے حال میں(۲)پیغمبرﷺ کی پیدائش اور وفات(۳)پیغمبر ﷺکے مزاج و عادات کا بیان

۱۱۔بہشتی زیوراور جنتی زیور دونوں میں مختلف بیماریوں پر مشتمل ہے اس میں مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی دونوں نے ان بیماریوں کا ذکر کر کے ان کا علاج بیان کیا ہے۔

۱۲۔بہشتی زیور کا دسواں حصہ مختلف اشیاء کے تراکیب و تخلیق پر مشتمل ہے کہ گھر میں رہتے

ہوئے کس کس طرح اشیائے ضروریہ کو بنایا جا سکتا ہے اور ان کے کون کون سے فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔مولانا تھانوی نے اس حصے میں جن مضامین کو بیان کیا ان کی تفصیل سابقہ ابواب میں گزر چکی ہے۔اس ضمن میں مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی کچھ نہیں لکھتے۔

۱۳۔بہشتی زیور کا گیاروا‌ں حصہ اکثر دوبارہ بیان ہوا ہے اس میں پہلے تمام حصوں میں بیان ہونے والے مضامین کا ہی ذکر ہے یعنی تمام کتب کا خلاصہ اس حصے میں بیان کر کے مولاناتھانوی نے اس کا تتمہ کیا ہے ۔

۱۴۔دونوں مصنفین نے حقوق العباد میں شوہر کے حقوق، بہترین بیوی، ساس بہو کا جھگڑا، ساس کے فرائض، بیٹے کے فرائض، بیوی کے حقوق، مسلمان عورتوں کا پردہ، بچوں کے حقوق، اولاد کی پرورش کا طریقہ، ماں باپ کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق ،انسانی حقوق کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۵۔اشرف علی تھانوی اور عبد المصطفیٰ اعظمی دونوں نے بُری عادتونمثلاً غصّہ ،غصّہ کب بُرا، کب اچھا، غصّہ کا علاج، حسد، حسد کا علاج، لالچ، لالچ کا علاج، کنجوسی، بخل کا علاج، تکبراور گھمنڈ کا علاج بیان کیا ہے اور ساتھ ہی حلم، تواضع وانکساری، عفو ودرگزر، صبر وشکر، قناعت، رحم وشفقت، خوش اخلاقی، حیاء، صفائی ستھرائی خصوصی ذکر کیا ہے۔

۱۶۔مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے رسومات میں کا خصوصی ذکر کیا ہے ان میں بُری رسمیں، جہیز، تہواروں کی رسمیں، محرم کی رسمیں،شب عاشوار کی نفل نماز، عاشورا کا روزہ، مجالسِ محرم، فاتحہ، شب برأت کا حلوہ وغیرہ شامل ہیں۔

۱۷۔کھانے کا طریقہ ،پینے کا طریقہ، سونے کے آداب،لباس کا بیان، زینت کا بیان، چلنے کے آداب، آداب مجلس کا بیان، زبان کی حفاظت ،اسلام کے مسائل، مصافحہ ومعانقہ وبوسہ وقیام، بوسہ کی قسمیں، چھینک اورجماہی کا بیان، بیوہ عورتوں سے نکاح کے حوالے سے بھی مولانا تھانوی اور مولانا اعظمی دونوں نے اپنی اپنی کتب میں سیر حاصل تذکرہ کیا ہے۔

۱۸۔مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے اعمال اوردعائونکی شرائط، وظائف کے ضروری آداب، سفلی ورحمانی عملیات، موکلاتی عملیات سے بچو، خواص بسم اللہ، بخار سے شفاء، تپ لرزہ سے شفاء، بازار میں نقصان نہ ہو، آسیب دور ہوجائے، ہرمرض سے شفاء، حفقان کا تعویذاور بیماری اورآفت دفع ہوجیسے موضوعات پر بھی جنتی زیور میں لکھا مگر اشرف علی تھانوی اس ضمن میں کچھ بھی نہیں لکھتے۔

۱۹۔مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی نے سورتوں کے خواص کے ضمن میں قرآن کریم کی تمام سورتوں کے فضائل، اہمیت اور ان کے وظائف کو بیان کیا ہے۔جو ہمیں بہشتی زیور میں نظر نہیں آتے۔

۲۰

۔جنتی زیور میں میلاد شریف منظوم، گنجینہء نعت از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، مولانا حسن رضا خان، جمیل الرحمن بریلوی، حضرت آسی، شفیق جونپوری، مولانا نسیم بستوی، حضرت مفتیء اعظم، حضرت محدث اعظم، قدرت اللہ عارف، خمار بارہ بنکوی، بیدم وارثی، حیات وارثی کی نعتیں اور مناجات موجود ہیں۔ مگر اس طرح کا کوئی بھی مواد ہمیں بہشتی زیور میں نہیں ملتا۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔النساء:۱

۲۔النساء:۳

۳۔النور:۳۳۔۳۲

۴۔بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، صحیح بخاری، کتاب النکاح، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ، حدیث ۵۰۶۶

۵۔ابن ماجہ، محمد بن یزید،سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ، حدیث ۱۸۶۲

۶۔علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، کتاب النکاح، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۹ھ، حدیث ۴۴۴۰۶

۷۔سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۸۵۷

۸۔طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ، حدیث ۱۱۲۷۵

۹۔احمدبن حنبل، امام، المسند، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، حدیث ۱۴۴۵

۱۰۔طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۲ھ،حدیث ۹۷۲

۱۱۔صحیح بخاری، حدیث ۵۰۹۰

۱۲۔اعظمی، امجد علی، محمد، بہارِ شریعت، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ۲۰۱۶ء، ج۲،ص۴

۱۳۔ایضاً

۱۴۔ابن عابدین، محمد امین، سید، ردالمحتار، دارالمعرفہ، بیروت،۱۴۲۰ھ، کتاب النکاح، ج۴،ص۶۹

۱۵۔ایضاً،ج۴،ص۷۰

۱۶۔ایضاً،ج۴،ص۷۳

۱۷۔ایضاً،ج۴،ص۷۲

۱۸۔ایضاً،ج۴،ص۷۲

۱۹۔ایضاً،ج۴،ص۷۴

۲۰۔ایضاً،ج۴،ص۶۶

۲۱۔ایضاً،ج۴،ص۷۵

۲۲۔طبرانی، سلیمان بن احمد،المعجم الاوسط،دارالکتب العلمیہ،بیروت،۱۴۲۰ھ،ج۲،ص۱۸،حدیث۲۳۴۲

۲۳۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۷۶

۲۴۔ایضاً،ج۴،ص۷۷

۲۵۔ایضاً،ج۴،ص۷۸

۲۶۔ایضاً،ج۴،ص۷۸

۲۷۔حداد، ابو بکر بن علی، الجوهرة النیرة،کراچی،(س۔ن)،کتاب النکاح، الجز الثانی، ص۱

۲۸۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۸۳

۲۹۔ایضاً،ج۴،ص۸۲

۳۰۔ایضاً،ج۴،ص۸۴

۳۱۔ایضاً،ج۴،ص۸۴

۳۲۔ملا نظام الدین،الفتاویٰ الهندیہ(فتاویٰ عالمگیری)،دارالفکر ،بیروت، ۱۴۱۱ھ،کتاب النکاح، الباب الثانی، ج۱،ص۲۷۰

۳۳۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۹۱

۳۴۔الفتاویٰ الهندیہ(فتاویٰ عالمگیری)،ج۱،ص۲۷۱

۳۵۔ایضاً،ج۱،ص۲۷۱

۳۶۔ایضاً،ج۱،ص۲۷۲

۳۷۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۸۲

۳۸۔قاضی خان،حسن بن منصور،الفتاویٰ الخانیۃ،پشاور،(س۔ن)کتاب النکاح، فصل فی شرائط النکاح، ج۱،ص۱۵۶

۳۹۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۹۸

۴۰۔بریلوی، احمد رضا، خان،الفتاویٰ الرضویۃ،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور،۱۴۱۲ھ، ج۱۱،ص۱۱۲

۴۱۔ردالمحتار،کتاب النکاح، ج۴،ص۱۰۴

۴۲۔ایضاً،ج۴،ص۹۸

۴۳۔الفتاویٰ الهندیہ(فتاویٰ عالمگیری)،ج۱،ص۲۶۹

۴۴۔ایضاً،ج۱،ص۲۶۹

Biblography

Allah Bachaya Riaz, Abdul Ghafoor Awan (2018) Causes of intolerance and need of patience in the light of Quran-o-Sunnah, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (2):196-222.

Amjad Ali, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Comparative study of Khutbat-e- Madaras and Muhazirat-e-Seerat, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 3* (3): 153-189.

Awan, Abdul Ghafoor, Imran Ansari (2017). Specific study of Essays relating to Hazrat Jabir Bin Abdullah, *Global Journal of Management, Social Science and Humanities, Vol.3* (3):39-56.

Awan, Abdul Ghafoor, Jamil Ahmad (2017). Concept of Spiritualism of Peer Syed Ghulam Naseeruddin Naseer Gilani of Golara Sharif, *Global Journal of Management, Soci Sciences and Humanities, Vol 3* (3):14-35.

Javeria Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Critical analysis of the literature relating to three divorces in one sitting, *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol .3* (3):71-84

Munawar, Syed Ali Shah, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Importance of the study of "Seerat" in Text books of Public Educational Institutions of Punjab, *Global Journal Management, Social Sciences and Humanities, Vol.3* (4):230-51

Misbah Tehseen, Awan, Abdul Ghafoor (2017). Benefits of Marriage Life in Islam in the light of "Bahara-e-Shariat" and "Bahashti-i-Zaver", Global *Journal of Management, Social Sciencces and Humanities, Vol 3* (3):106- 13

Shakeela Naz, Awan, Abdul Ghafoor (2018) Analysis of the research papers of monthly magazine "Burhan-i-Dehli" on the Biographies of the Holy Prophet. *Global Journal of Management, Social Sciences and Humanities, Vol 4* (3):292-320.